مشن بنیاد

آسان اقتباس

اور

کہانیوں کا ذخیرہ -1

جماعت: تیسری تا پانچویں

ASAN IQTEBAS AUR KAHANIYUN KA ZAKHIRA-1

Std. : 3rd to 5th

GNCT OF DELHI
تعلیم ڈائریکٹوریٹ
دہلی سرکار

فروخت کے لئے نہیں

بشکریہ
دہلی پاٹھیہ پستک بیورو

सत्यमेव जयते

نائب وزیراعلیٰ

قومی دارالحکومت، دہلی سرکار

یہ ایک کڑوی سچّائی ہے کہ دلّی میونسپلٹی کے پرائمری اسکولوں اور دلّی سرکار کے ثانوی اسکولوں میں پڑھنے والے بہت طالبِ علم اپنی جماعت کی سطح کی درسی کتابوں کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔

پچھلے تین سالوں میں، دلّی سرکار نے ایسے کئی اقدام اٹھائیں جن سے جماعت 6 سے 8 کے بچّوں کی تعلیمی سطح میں سدھار آیا۔ اس پہل سے ہمیں اچھّے نتائج بھی ملے۔ البتّہ ہم نے یہ بھی جانا کہ ہم سبھی بچّوں کو ان کی تعلیمی سطح تک لانے میں مکمّل طور پر کامیاب تب ہی ہو سکتے ہیں جب ہم پرائمری جماعتوں سے ہی بچّوں کی تعلیم پر توجّہ دیں۔

سرکاری اسکولوں میں پڑھ رہے ہر طالبِ علم کو کامیاب ہونے کا ہر طریقے سے موقع ملنا چاہیئے۔ ''کوئی بھی بچّہ پیچھے نہ چھوٹے۔'' یہ یقینی کرنا، ''**مشن بنیاد**'' کی کوشش ہے۔ بچّوں میں پڑھنے کی صلاحیت اور ریاضی کے بنیادی (بیسک) مسائل کو مل کر حل کرنے کی صلاحیت بے حد ضروری ہے۔ انہیں صلاحیتوں کی بنیاد پر آگے کی جماعتوں میں اساتذہ دیگر مضامین کو سکھا سکتے ہیں۔

سبھی والدین کے مکمّل تعاون کے ذریعے ہی ''**مشن بنیاد**'' کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہم اپنے سبھی بچّوں کی روزانہ اسکول آنے کیلئے حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ اہم مضامین اور عنوان کا بہ خوبی علم حاصل کر سکیں۔ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے قدم سے ہم اپنے بچّوں کی کامیابی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اساتذہ اور والدین ساتھ مل کر سبھی بچّوں کیلئے ایک روشن مستقبل تعمیر کریں گے۔

''شکشت راشٹر سمرتھ راشٹر''

نیک خواہشات کے ساتھ

مَنیش سِسودیا

بچوں کی تعلیمی بنیاد کو پختہ کرنے کے مقصد سے مرتب کیے گئے تعلیمی مواد کے تجزیے کے لیے ہم ریاض اختر (گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول، سرائے روہیلا) کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم محمد اسعد انور (گورنمنٹ سرووِدے بال ودیالے) کے بھی شکرگزار ہیں جنھوں نے اس کتابچے کی تالیف کے فرائض انجام دیے۔

ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن
حکومتِ دہلی

آم رس

وارث رس دو

آم رس دو

دس دن رس دو

دن رات رس دو

دے دو

راج ورق دے دو

دادی دوات دے دو

رام دال دے دو

دادا اذان دے دو

درزی

درزی وہ وردی دے

درزن وہ ڈوری دے

درزی ڈوری ڈال دے

دادی دام دے دے

گھر والے

بابا پان لائے

نانا جام لائے

بابو ثمر لائے

سب نے مل کر کھائے

روٹی

اختر آٹا لاؤ

اکبر پانی لاؤ

نرگس نمک لاؤ

مل کر روٹی پکاؤ

چاچا کی شادی

آج چاچا کی شادی ہے۔

چاچا بہت خوش ہے۔

آج چاچی گھر آنے والی ہے۔

ساتھ اپنے مٹھائی لانے والی ہے۔

جاوید کی حویلی

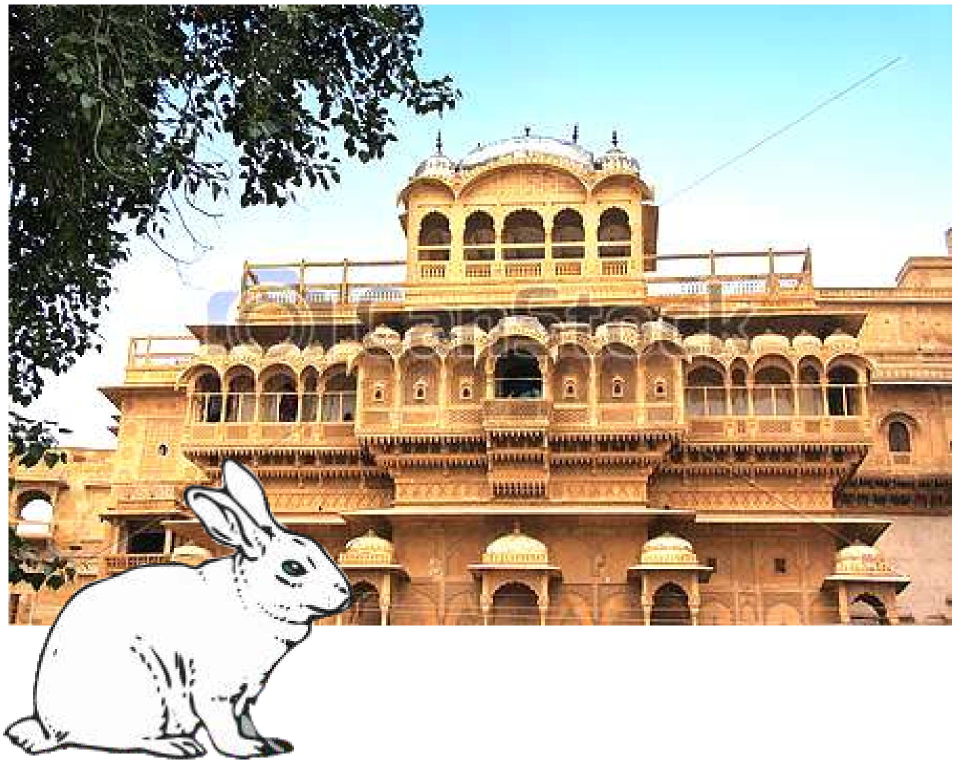

جاوید کی حویلی بہت خوبصورت ہے۔

ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہے۔

حویلی کے قریب خالہ نے خرگوش کو پکڑا۔

جاوید خوشی سے اُچھل پڑا۔

بندر اور مداری

ڈھول بجاتا مداری آیا۔

ساتھ اپنے بندر لایا۔

بندر کو وہ خوب نچایا۔

سب کا اس نے دل بہلایا۔

باغیچہ کی سیر

ہم باغیچہ میں گھومنے گئے۔

وہاں پر رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔

چاروں طرف رنگ برنگی تتلیاں اُڑ رہیں تھیں۔

تتلیوں کا رنگ پھولوں جیسا تھا۔

کیا تتلیاں پھولوں سے رنگ چُراتی ہیں؟

کشمیر کی سیر

ہم کشمیر کی سیر کرنے نکلے۔

چاروں طرف بہت زیادہ برف جمی ہوئی تھی۔

ہم سردی سے کانپ رہے تھے۔

ابّو نے ہمیں گرما گرم قہوہ پلایا۔

جس سے ہماری سردی دور ہوگئی۔

اور ہم برفباری میں گھومنے لگے۔

برسات کا موسم

برسات کا موسم آیا اور گرمی کو دور بھگایا۔

بادل گرجے گڑ گڑ گڑ۔

بجلی چمکی کھڑ کھڑ کھڑ۔

بارش آئی چھم چھم چھم۔

مور ناچے چھن چھن چھن۔

شام کا وقت

شام کا وقت تھا، سورج ڈوب رہا تھا۔

چاروں طرف اندھیرا چھا رہا تھا۔

پرندے اپنے گھر لوٹ رہے تھے۔

ہم بھی اسکول سے گھر لوٹ آئے۔

امّی نے گرما گرم پکوڑے دیئے۔

ہم سب نے مل کر خوب کھائے۔

لڈّو

آج ابّو میرے لیے لڈّو لائے۔

لڈّو مجھے بہت اچّھے لگتے ہیں۔

یہ بات ابّو کو اچّھی طرح معلوم ہے۔

امّی نے مجھ سے کہا ''پورے لڈّو مت کھاؤ۔''

اچّھن بھیّا نے کہا ''تم مجھے آدھے لڈّو دے دو۔''

میں نے کہا ''تم مجھے لڈّو کے بدلے لٹّو دے دو۔''

سویّاں

ماں نے آج مجھے سویّاں لانے کے لیے کہا۔ میں نے پوچھا سویّاں کہاں ملتی ہیں؟ ماں نے کہا جہاں ترکاریاں ملتی ہیں وہیں سویّاں بھی ملتی ہیں۔ میں دُکان پر گیا۔ وہاں سویّاں کانْچ کے برتن میں رکھی ہوئی تھیں۔ دُکان کے سامنے اونٹ بندھا ہوا تھا۔ میں ڈر کر دُکان پر نہیں گیا۔ میں نے دور سے آواز دی۔ میں نے جیسے ہی اپنے ہونٹ ہلائے، دُکاندار سمجھ گیا۔ اس نے مجھے سویّاں لا کر دے دیا اور میں وہاں سے واپس آ گیا۔

میرے گھر میں طوطا ہے۔ صبح وشام وہ روتا ہے۔ پنجرے میں وہ گھبراتا ہے۔ باہر نکالیں تو مسکراتا ہے۔	کسان ہل چلاتا ہے۔ فصلوں کو اُگاتا ہے۔ فصلیں جب لہلہاتی ہیں۔ کسان کے دل کو بھاتی ہیں۔
پڑوس میں ایک بھیڑ ہے۔ اس کے بال سفید ہیں۔ اُچک اُچک کر جب وہ چلتا ہے۔ بڑا ہی بھولا لگتا ہے۔	جب ہوا چلتی ہے سَر سَر سَر پتنگ اُڑتی ہے پھَر پھَر پھَر جب کشتی چلتی ہے فَر فَر فَر دل دھڑکتا ہے دَھڑ دَھڑ دَھڑ
عید جب آتی ہے۔ خوشیاں ساتھ لاتی ہے۔ امّی نئے کپڑے سلواتی ہے۔ شیر خُورمہ بھی پلاتی ہے۔	ڈاکیہ چاچا آتے ہیں۔ خطوں کا تھیلا لاتے ہیں۔ جب سائیکل کی گھنٹی بجاتے ہیں۔ گاؤں والے دوڑے آتے ہیں۔
بلّی میں نے پالی ہے۔ سَر سے دُم تک وہ کالی ہے۔ آنکھوں میں اس کے لالی ہے۔ غصّہ سے وہ منہ بنالی ہے۔	صبح سویرے آتی تتلی۔ پھول پھول پر جاتی تتلی۔ رنگ برنگے پر سجاتی تتلی۔ سب کے دل کو لبھاتی تتلی۔

کتنا پیارا ہے میرا بستہ کتابوں کا ہے یہ گلدستہ دکھاتا ہے ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ کتنا قیمتی ہے میرا بستہ	چوہوں سے ہیں سب پریشان بلّی کو کرتے ہیں یہ بدنام روز کترے ہیں یہ کپڑوں کو بل میں گھس کر بنے پہلوان
بارش آئی بارش آئی ننھی ننھی بوندیں لائی ہر طرف ہریالی چھائی چھاتا کھولو نکلو بھائی	پہن کر رنگ برنگے کپڑے جوکر جب بھی آتا ہے۔ کرتب نئے دکھلاتا ہے۔ روتے ہوئے کو ہنساتا ہے۔
دن میں سورج چم چم چمکے رات کو چاند اور تارے چمکے جگنو بھی تو رات میں چمکے پڑھنے والے دنیا بھر میں چمکے	ایک بڑا تالاب ہے۔ تالاب پر گھاٹ ہے۔ گھاٹ پر نہانا منع ہے۔ کپڑے دھونا بھی منع ہے۔
ساون کا مہینہ ہے۔ ہر طرف ہرا بھرا ہے۔ پیڑوں پر جھولے ہیں۔ ہم روز اُن پر جھولتے ہیں۔	روز سویرے اُٹھا کرو۔ چہل قدمی کیا کرو۔ صاف ستھرے رہا کرو۔ پھر اِسکول جایا کرو۔

مشن بنیاد

کہانیاں ہی کہانیاں

اردو

جماعت: تیسری تا پانچویں

فروخت کے لئے نہیں

تعلیم ڈائریکٹوریٹ
دہلی سرکار

بشکریہ
دہلی پاٹھیہ پوستک بیورو

सत्यमेव जयते

نائب وزیراعلیٰ

قومی دارالحکومت، دہلی سرکار

یہ ایک کڑوی سچّائی ہے کہ دلّی میونسپلٹی کے پرائمری اسکولوں اور دلّی سرکار کے ثانوی اسکولوں میں پڑھنے والے بہت طالبِ علم اپنی جماعت کی سطح کی درسی کتابوں کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔

پچھلے تین سالوں میں، دلّی سرکار نے ایسے کئی اقدام اٹھائیں جن سے جماعت 6 سے 8 کے بچّوں کی تعلیمی سطح میں سدھار آیا۔ اس پہل سے ہمیں اچھے نتائج بھی ملے۔ البتّہ ہم نے یہ بھی جانا کہ ہم سبھی بچّوں کو ان کی تعلیمی سطح تک لانے میں مکمّل طور پر کامیاب تب ہی ہو سکتے ہیں جب ہم پرائمری جماعتوں سے ہی بچّوں کی تعلیم پر توجّہ دیں۔

سرکاری اسکولوں میں پڑھ رہے ہر طالبِ علم کو کامیاب ہونے کا ہر طریقے سے موقع ملنا چاہیئے۔ ''کوئی بھی بچّہ پیچھے نہ چھوٹے۔'' یہ یقینی کرنا، ''**مشن بنیاد**'' کی کوشش ہے۔ بچّوں میں پڑھنے کی صلاحیت اور ریاضی کے بنیادی (بیسک) مسائل کو مل کر حل کرنے کی صلاحیت بے حد ضروری ہے۔ انہیں صلاحیتوں کی بنیاد پر آگے کی جماعتوں میں اساتذہ دیگر مضامین کو سکھا سکتے ہیں۔

سبھی والدین کے مکمّل تعاون کے ذریعے ہی ''**مشن بنیاد**'' کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہم اپنے سبھی بچّوں کی روزانہ اسکول آنے کیلئے حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ اہم مضامین اور عنوان کا بہ خوبی علم حاصل کر سکیں۔ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے قدم سے ہم اپنے بچّوں کی کامیابی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اساتذہ اور والدین ساتھ مل کر سبھی بچّوں کیلئے ایک روشن مستقبل تعمیر کریں گے۔

''شکشت راشٹر سمرتھ راشٹر''

نیک خواہشات کے ساتھ

مَنیش سِسودیا

بچوں کی تعلیمی بنیاد کو پختہ کرنے کے مقصد سے مرتب کیے گئے تعلیمی مواد کے تجزیے کے لیے ہم ریاض اختر (گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول، سرائے روہیلا) کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم محمد اسعد انور (گورنمنٹ سرووددے بال ودیالے) کے بھی شکرگزار ہیں جنھوں نے اس کتابچے کی تالیف کے فرائض انجام دیے۔

ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن
حکومتِ دہلی

دھان کے کھیت

ایک دن ابّا جان ہمیں دھان کے کھیت دِکھانے لے گئے۔ ہر کھیت میں پانی بھرا ہوا تھا۔ پانی میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دھان کے پَودے تھے۔ ابّا جان نے ہمیں بتایا کہ کچھ دِنوں کے بعد اِن پَودوں میں دھان کی بالیاں لگیں گی۔ بالیاں پک کر سُوکھ جاتی ہیں تو اُنہیں کاٹ لیتے ہیں۔

دھان کو صاف کر کے چاول حاصل کرتے ہیں۔ ابھی ہم کھیت دیکھ ہی رہے تھے کہ بارِش شروع ہوگئی اور ہم گھر لَوٹ آئے۔

دوستی

زینت اور شیلا میں بڑی دوستی ہے۔

عید کے دن شیلا ، زینت سے عید ملنے آتی ہے۔ شیر خُورمہ پیتی ہے۔ دیوالی کے دن زینت بھی شیلا کے گھر جاتی ہے۔ دیوالی کی مٹھائی کھاتی ہے۔

شیلا اور زینت اپنی اپنی سالگرہ بھی مِل جُل کر مناتی ہیں۔ دونوں کیسی اچھّی بچیّاں ہیں۔ انہوں نے اپنی اچھّی باتوں سے سب کا دِل جیت لیا ہے۔

سمجھ دار منّو

منّو کے گھر میں ایک باغیچہ تھا۔ وہ ہر روز باغیچے میں جاتا اور آسمان میں اُڑتے پرندوں کو دیکھ کر خوش ہو جاتا۔ اُسے پرندے بہت اچّھے لگتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی اپنی ماں سے پوچھتا کہ ہم کیوں نہیں اُڑ سکتے ؟ یہ اُس کا روز کا سوال تھا۔ لیکن آج اُس نے دیکھا کہ ایک چڑیا کو چوٹ لگی ہے۔ وہ اُڑ بھی نہیں پا رہی تھی۔ منّو نے جھٹ سے چڑیا کو اٹھایا' پٹّی باندھی اور پانی پلایا۔ چڑیا پھر سے اُڑنے لگی۔ چڑیا کو اُڑتا دیکھ کر منّو بہت خوش ہوا۔

لالچی کتّا

ایک کتّے کو روٹی کا ٹکڑا مل گیا۔ وہ منہ میں دبائے بھاگا جا رہا تھا تا کہ کسی جگہ بیٹھ کر اطمینان سے کھا سکے۔ وہ ایک دریا کے پُل پر سے گزرا۔ اس نے پانی پر اپنی پرچھائی دیکھی۔ وہ سمجھا کہ یہ کوئی اور کتّا ہے۔ اس کے منہ میں بھی روٹی کا ٹکڑا ہے۔ لالچ میں آ کر اس نے غرّاتے ہوئے پرچھائی پر حملہ کر دیا۔ جوں ہی اس نے پرچھائی کے ٹکڑے پر منہ مارا خود اس کا ٹکڑا منہ سے نکل کر پانی میں گر گیا۔

اس طرح لالچی کتّے نے اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا۔ اِسی لیے کہتے ہیں کہ ”لالچ بُری بلا ہے۔“

چیونٹی اور ہاتھی

ایک بار رانی چیونٹی نے ہاتھیوں کے سردار کو مار ڈالا تھا۔ جب سے چیونٹیوں اور ہاتھیوں کی دشمنی چلی آ رہی ہے۔کئی بار دوسرے جنگل واسیوں نے صلح کرانے کی کوشش کی، لیکن چیونٹیاں نہیں مانی۔ پھر بھی ہاتھیوں کا سردار اپنی بہن کی شادی کی دعوت دینے چیونٹیوں کے پاس پہنچا۔ لیکن رانی چیونٹی نے اس کی بے عزتی کی۔ چیونٹیوں کی راج کماری نے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔تبھی ہوا کا تیز جھونکا آیا۔ چیونٹیوں کی فوج کیچڑ میں پھنس گئی۔ رانی چیونٹی پریشان ہوگئی۔ تب ہاتھی نے پیڑ سے ٹہنی توڑ کر کیچڑ میں ایک پل بنا دیا۔ چیونٹی اور اس کی فوج پتوں پر چڑھ کر باہر آ گئی۔ ہاتھی نے چیونٹیوں کا بھروسہ جیت لیا۔

نوشیرواں عادل

ایران کے ایک بادشاہ کا نام نوشیرواں تھا۔ وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ انصاف کرتا تھا۔ اس لیے نوشیرواں عادل کے نام سے مشہور ہوا۔

ایک بار نوشیرواں نے ایک بڑا محل بنوایا۔ وہ محل جس زمین پر بن رہا تھا اس پر ایک بُڑھیا کا جھونپڑا تھا۔ اس جھونپڑے کی وجہ سے محل کی ایک دیوار سیدھی نہیں بن سکتی تھی۔ نوشیرواں نے اس بُڑھیا سے وہ جھونپڑا خریدنا چاہا اور بُڑھیا سے کہا کہ وہ جو بھی قیمت چاہے لے لے۔ بُڑھیا نے اپنا جھونپڑا بیچنے سے انکار کر دیا۔ نوشیرواں نے حکم دیا کہ بُڑھیا کا جھونپڑا اسی طرح رہنے دیا جائے۔ محل کی دیوار ٹیڑھی بنا دی گئی، جو دیکھنے والوں کو یہ یاد دِلاتی رہی کہ نوشیرواں سچ مچ نوشیرواں عادل تھا۔

مور کی دُم پر پیسہ

ایک مرتبہ جنگل کی رانی اُداس ہوگئی۔اس نے ہنسنا بولنا بند کر دیا۔ جنگل کے سبھی جانور پریشان ہو گئے ۔ ہر ایک نے رانی کو خوش کرنے کی کوشش کی ۔ پہلے کوئل آئی' اس نے کُو کُو کا گیت گایا۔گانا سُن کر بھی رانی اُداس ہی رہی ۔ بندر آیا' وہ خوں خوں کرتا اُچھلا کُودا' مگر رانی کو ہنسی نہ آئی ۔طوطے نے ٹیں ٹیں کی رٹ لگائی' کبوتر غٹر غوں غٹر غوں کرتا رہا۔ بھالو نے ناچ دکھایا۔مگر رانی کا جی خوش نہیں ہوا۔آخر میں مور پیروں میں گھنگھرو باندھ کر آیا۔وہ پروں کو پھیلا کر چھم چھم کرتا ناچا۔رانی کا جی خوش ہوگیا۔خوش ہو کر اس نے سونے چاندی کے پیسے مور پر اُچھالے ۔ پیسے اس کی دُم پر چپک گئے ۔آج بھی وہ پیسے مور کی دُم پر نظر آتے ہیں ۔اِسی لیے جب کوئی ہم سے پہیلی بوجھنے کو کہتا ہے کہ ایک جانور ایسا جس کے دُم پر پیسہ؟ تو ہم فوراً جواب دیتے ہیں............مور!

ایماندار نوکر

ایک غریب اور نیک آدمی نے اپنے گزر بسر کے لیے ایک امیر آدمی کے باغ میں نوکری کر لی۔ ایک دن مالک باغ میں آیا اور کہا ''ہمارے لیے میٹھا انار لاؤ''۔

باغبان ایک بڑا خوش رنگ انار لے کر حاضر ہوا۔ مالک نے کھایا اور کہا ''یہ تو کھٹّا ہے۔ ہم نے میٹھا انار لانے کو کہا تھا''۔

باغبان دوسرے درخت سے بڑا خوش رنگ انار توڑ لایا۔ مالک نے اس کو کھایا تو وہ بھی کھٹّا تھا۔ اب تو مالک بہت بگڑا اور کہا ''تم اتنے دن سے ہمارے باغ کی رکھوالی کر رہے ہو اور ابھی تک یہ بھی نہیں جانتے کہ کس درخت میں میٹھے انار لگتے ہیں اور کس میں کھٹّے''۔

باغبان نے بڑی نرمی سے جواب دیا مالک! ''میں پھلوں کی رکھوالی پر نوکر ہوں' پھل کھانے پر نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میٹھے انار کا درخت کون سا ہے اور کھٹّے انار کا کون سا''۔

بادل

گرمیوں کے دن تھے ۔ دن بھر دھوپ بہت تیز تھی ۔ ہوا کے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا آسمان میں اِدھر اُدھر بھٹک رہا تھا۔ پانی کی بوندوں سے بادل بھرا ہوا تھا۔ بچے اُسے دیکھ کر خوشی سے ناچنے اور گانے لگے۔ ہوا کے جھونکے نے کہا ''بادل بھیا! اب تو برسو، برسنے پر تم ہلکے ہو جاؤ گے۔

لیکن بادل نے اس کی بات نہیں مانی ۔ اسے پانی جمع کر کے بڑا بادل بننا تھا۔ یعنی بادلوں کا راجہ بننا تھا۔ بارش نہیں ہوئی ۔ جس سے قحط پڑ گیا' ندیاں' تالاب کھیت سب سوکھ گئے ہر کوئی بارش ہونے کا منتظر تھا۔ لیکن بادل نہیں برسا اور اس کی کوشش ناکام ہو رہی تھی کیوں کہ وہ بڑا نہیں ہو رہا تھا۔

بادل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ دھیرے دھیرے وہ برسنے لگا۔ پھر بارش دھواں دار ہونے لگی ۔ کھیتوں میں فصل اُگنے لگی' بادل برسنے پر روئی جیسا ہلکا پھلکا ہو گیا اور چھوٹا ہو گیا۔ بارش رک گئی ۔ سب کو خوش دیکھ کر بادل بھی خوش ہو گیا اور ہوا کے ساتھ گھومنے لگا۔

امّی کی تھیلی

رانی کی امّی روز گھر سے خالی تھیلی لے کر جاتی ہیں اور جب گھر واپس آتی ہیں تو ان کی تھیلی پھل اور سبزیوں سے بھری ہوتی ہے۔ رانی ہر روز سوچتی ہے کہ یہ تھیلی کیسے بھرتی ہے؟

ایک دن رانی نے بھی امّی کے ساتھ چلنے کی ضد کی۔ امّی رانی کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگیں۔ چلتے چلتے وہ ایک بڑے سے بازار میں پہنچ گئیں۔ وہاں پر بہت سارے لوگ تھے۔ سبھی کے ہاتھوں میں تھیلیاں تھیں۔

امّی ایک پھلوں کی دُکان کے پاس رک گئیں۔ انھوں نے دُکاندار سے کچھ پھل لیے۔ اور پھر اس دُکاندار کو پیسے دیے۔ امّی آگے بڑھیں اور انھوں نے کچھ سبزیاں خریدیں اور پیسے دیے۔ امّی کی تھیلی پھر سے بھر گئی۔ رانی نے امّی سے پوچھا ''آپ نے اس دُکاندار کو پیسے کیوں دیئے''؟ امّی مسکرانے لگیں اور بولی رانی بیٹی دنیا میں کوئی چیز مفت نہیں ملتی۔

اب رانی کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ امّی کی تھیلی کیسے بھرتی ہے۔

ماما جی کا گاؤں

عید کی چھٹیوں میں فیاض ماما جی کے گاؤں کمل پور گیا تھا۔ گاؤں میں ہفتہ میں ایک بار سبزی منڈی لگتی تھی ۔ایک دفعہ ماما جی فیاض کو منڈی لے گئے ۔ ماما جی نے کہا کہ کمل پور کی منڈی میں آس پاس کے لوگ آتے ہیں کوئی مال خریدنے آتا ہے تو کوئی بیچنے۔

فیاض سب کچھ دیکھ رہا تھا' لوگ سبزی' جلیبی' انڈے' مرغی' بکری' غبارے اور کھلونے خرید و فروخت کر رہے تھے۔

پیپل کے درخت کے نیچے برف کے گولے کی منڈی تھی ۔ وہاں ماما جی اور فیاض نے لیموں کا ٹھنڈا شربت پیا۔ اور ماما جی نے گھر کے لیے تھوڑی سبزی خریدی۔ کمل پور کی مشہور جلیبی خرید کر گھر لوٹ گئے اور بتایا کہ اگلے ہفتہ کو ہم کمل پور کا قلعہ دیکھیں گے۔

گاؤں میں ایک بڑا قلعہ ہے ۔قلعہ میں بڑی سرنگ اور تالاب ہے' مجھے اُمید ہے کہ تمہیں قلعہ پسند آئے گا۔ یہ سن کر فیاض خوش ہوا۔

ہاتھی اور درزی

ایک سادھو اپنے ہاتھی کو روزانہ پانی پلانے کے لیے ندی پر لے جاتا تھا۔ راستے میں ایک درزی اپنی دُکان سے نکل کر اسے کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ دیتا تھا۔ کبھی روٹی، کبھی گنّا تو کبھی کیلے۔ اس طرح ہاتھی اور درزی میں دوستی ہوگئی تھی۔

ایک دن درزی غصّہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہاتھی نے عادت کے مطابق اپنی سونڈ کو درزی کی طرف بڑھایا۔ درزی نے اس کی سونڈ میں سوئی چبھودی۔ سوئی چبھنے سے ہاتھی کو تکلیف ہوئی۔ وہ زور سے چنگھاڑا اور سونڈ کھینچ لی اور ندی کی راہ پر چل پڑا۔

ندی سے واپس ہوتے ہوئے اس نے ندی کا کیچڑ اپنی سونڈ میں بھرلیا اور لاکر درزی کی دُکان میں ڈال دیا۔ دُکان میں رکھے ہوئے سارے کپڑے خراب ہوگئے۔ درزی کو اپنے کیے کی سزا ملی۔ اسی لیے کسی کے ساتھ کبھی بُرا سلوک نہیں کرنا چاہئے۔

پانی کی بوند

صباء اور نسرین دونوں سہلیاں ہیں۔ دونوں مدرسہ سے گھر جا رہی تھیں، راستے میں بیر کے درخت کے نیچے بیر گرے ہوئے تھے۔ نیچے جھک کر دونوں بیر اٹھانے لگیں۔ تبھی نسرین نے دیکھا کہ درخت کے نیچے کچھ ہل رہا ہے۔ غور سے دیکھا تو وہاں ایک ننھی چڑیا گری ہوئی تھی۔ پتوں میں لپٹی ہوئی چڑیا اور بھی ننھی جان دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی چونچ کھلی ہوئی تھی۔ پہلے تو نسرین تھوڑی ڈر گئی۔ اس نے صباء کو آواز دے کر بتایا۔ چڑیا کی اس حالت کو دیکھ کر دونوں غمزدہ ہو گئے۔ اتنے میں صباء نے کہا کہ چلو اس کو پانی پلاتے ہیں۔ لیکن میری بوتل تو خالی ہے۔ نسرین کے پاس بھی پانی نہیں تھا۔ اس نے کہا ''جلدی چلو گھر تو پاس میں ہی ہے'' اتنا کہہ کر وہ دونوں بھاگنے لگیں۔ گھر جا کر نسرین نے ایک کٹورے میں پانی لیا اور چڑیا کے پاس پہنچ کر اس کی چونچ میں ایک گھونٹ پانی ڈالنے ہی والی تھی تبھی چڑیا نے آنکھ کھولی اور نسرین نے اس کو پانی پلایا۔ چڑیا پر پھیلا کر اڑ گئی۔

تتلی

ایک باغ میں کئی تتلیاں رہتی تھیں۔ان میں سے ایک تتلی سفید رنگ کی تھی۔ وہ ہمیشہ خوش اور مست رہتی تھی۔ باغ میں جا کر ایک پھول سے دوسرے پھول کا دورہ کر کے شہد جمع کرتی تھی۔

ایک دن وہ اکیلی ناراض گلاب کے درخت کے پاس بیٹھی تھی۔ گلاب نے ناراضگی کی وجہ پوچھی' اس نے کہا مجھے میرا سفید رنگ بالکل پسند نہیں ہے۔میں سب کی طرح رنگین کیوں نہیں ہوں' ''بس اتنی سی بات ہے' تم چاہے جس پھول کے پاس جاؤ سب میرے دوست ہیں۔ہم سب تمہیں اپنے رنگ دے دیں گے۔لیکن یاد رکھو! ہمیں تو تم جیسی ہو ویسی ہی پسند ہو۔ ہمارے باغ میں جوہی' چمیلی' بیلا' چمپا کے پھول سفید رنگ کے ہیں انہوں نے تو کبھی نہیں سوچا کہ رنگین ہو جائیں۔ ہم تمہیں تمہارے اچھے اخلاق کی وجہ سے پسند کرتے ہیں۔

تتلی ہنس پڑی اور اس نے کہا'' مجھے رنگین نہیں ہونا ہے۔تتلی کو پہلے جیسا دیکھ کر باغ کے سارے پھول خوش ہوئے۔

کنجوس کی چالاکی

ایک کنجوس سامان لانے کے لیے بازار گیا۔ سامان تھوڑی دُور لے جانے پر ہی اس کی سانس پھولنے لگی تو اس نے سامان کو ایک درخت کے نیچے رکھ کر گھر لے جانے کی ترکیب سوچنے لگا۔

بہت سی سواریاں اِدھر سے گزر رہی تھیں، لیکن وہ ایک پیسہ خرچ کرنے کو تیار نہ ہوا۔ تبھی اُس نے دو آدمیوں کو اِدھر سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ اُن میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ ”میرے جیسا پہلوان کوئی نہیں ہے“۔ دوسرا اپنے کو بہت طاقتور بتا رہا تھا۔ کنجوس نے سمجھ لیا کہ ہو نہ ہو یہ لوگ بے وقوف ہیں۔ کنجوس اُن لوگوں سے کہنے لگا۔ ”ہوسکتا ہے آپ میں سے کوئی پہلوان ہو، لیکن کوئی ثبوت ہو تب تو۔ میں بھی پہلوانی کرتا ہوں۔ اگر آپ اس سامان کو بغیر تھکے میرے گھر تک پہنچادیں تو مان لوں آپ کو استاد! ویسے میں تو اسے ایک ہی ہاتھ میں اٹھا لیتا ہوں“۔

اس شخص نے فوراً سامان اُٹھا لیا اور کنجوس کے گھر تک پہنچا دیا اور کہا کہ واقعی ”تم پہلوان نکلے“ اور یہ کہہ کر وہ اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

روئی کی گڑیا

ایک دن آفرین نے روئی کی گڑیا کو اڑتے ہوئے دیکھا۔ اُسے اڑتے دیکھ کر آفرین کو ہنسی آ گئی۔ آفرین نے اُسے پکڑا نہیں بلکہ اُسے اور اوپر اُڑنے دیا۔ ایسے میں گڑیا کی ملاقات ایک چڑیا سے ہوئی۔

چڑیا گڑیا کو دیکھ کر یہ سوچنے لگی کہ ''ارے ! یہ کون سا بغیر پروں والا پرندہ ہے''۔ گڑیا نے کہا ''میں ہوں روئی کی گڑیا' میں ہوا میں اُڑتی ہوں اور بیج لیے پھرتی ہوں' جہاں جاتی ہوں بیج بو دیتی ہوں''۔ اُڑتے اُڑتے گڑیا باغ میں جا پہنچی۔ وہاں اُس کی ملاقات تتلیوں سے ہوئی۔ تتلی بولی' ''ارے! یہ کون اُڑ رہا ہے؟'' گڑیا بولی ''میں روئی کی گڑیا ہوں' میں ہوا میں اُڑتی ہوں اور بیج لیے پھرتی ہوں' جہاں جاتی ہوں وہاں بیج بو دیتی ہوں''۔ اتنا کہہ کر گڑیا اور اونچا اُڑنے لگی۔

اسی دوران باغیچے میں کھیل رہے بچے اُسے پکڑنے کے لیے دوڑے لیکن گڑیا ہنس کر بولی ''میں تمہارے ہاتھ نہیں آنے والی' میں روئی کی گڑیا ہوں مجھے اُڑنے دو۔

ندی کنارے ہاتھی

گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہوتے ہی نئے نئے منصوبے بننے لگے۔معلوم ہوا کہ گاؤں میں ندی کے کنارے ’’سرکس‘‘ شروع ہونے والا ہے۔سلیم اورکلیم ہاتھی کے بہترین کلاکار تھے۔روز صبح دونوں ہاتھی کوندی پر نہانے لے جاتے تھےاور خوب مستی کرتے تھے۔ان کے آنے جانے کا وقت بچوں کو یاد ہو گیا تھا۔

بچے روز کھانا لے کر تیار رہتے تھے۔کبھی موسمبی توکبھی موز، کبھی روٹی توکبھی چاول، ننھے احمد نے ایک دن پوچھا ہاتھی بھائی! کیا تجھے چوسنے کی گولی دوں؟ بچوں اور ہاتھی کے درمیان اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی۔ایک دن بچے ہاتھیوں سے ملنے ’’سرکس‘‘ کو گئے۔ایک ہاتھی کی سونڈ میں ’’بیٹ‘‘ اور دوسرے ہاتھی کی سونڈھ میں ’’بال‘‘ تھا۔بال پر ہاتھی نے زبردست شارٹ لگایا۔جس سے بال سیدھے عوام کی طرف جاپڑی۔پھر ایک بار بال ڈالی گئی۔اس بار بال بچوں کی طرف گئی۔بچوں کو خوب مزہ آیا۔

پاؤں پر کلہاڑی مارنا

ایک بڑھئی کسی جنگل میں گیا، جہاں اونچے اونچے سایہ دار درخت اپنی مضبوط شاخیں پھیلائے اور سبز پتوں کی چھتریاں لگائے بے کھٹکے جنگل کی ہوائیں کھا رہے تھے۔ بڑھئی نے بہت منت سے درخواست کی اے ہرے بھرے درختو! تمہارا بڑا احسان مانوں گا جو مجھ کو اتنی لکڑی کاٹ لینے دو کہ میری کلہاڑی کے دستے کو کافی ہو۔

درختوں نے کچھ نہ سوچا فوراً اجازت دے دی۔ بڑھئی نے اس بات کو غنیمت جانا اور ایک چھوٹی سی شاخ تراش کر دستہ تیار کر لیا۔ جب کلہاڑی میں دستہ پڑ گیا۔ پھر تو اس نے غضب ڈھایا کہ بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سے کاٹ کر پھینک دیا اور جنگل کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔

اس مصیبت کے خوف سے سارے جنگل میں کھلبلی مچ گئی تمام درخت افسوس کر کے کہنے لگے کہ اب کوئی علاج ممکن نہیں، ہم کو اپنی کرتوت کی سزا بھگتنی چاہیئے کیوں کہ ہم نے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری ہے۔

صبر کا پھل

سلطان پور ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بہت پہلے کی بات ہے۔ وہاں کے لوگ محنت مزدوری کرتے اور اپنا پیٹ پالتے تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا ایک سال بارش ہی نہیں ہوئی' سُوکھا پڑ گیا۔ کھیتوں میں اناج نہیں ہوا۔ لوگ بُھوکے مَرنے لگے۔ اِسی گاؤں میں ایک زمیندار رہتا تھا۔ اس کا نام رحیم بخش تھا۔ اس کے یہاں کوٹھی میں اناج بھرا ہوا تھا۔ اِس نے چھوٹے چھوٹے بچّوں کُو بھوک سے روتے بلکھتے دیکھا۔ عورتوں کو پریشان دیکھا۔ زمیندار کو ان پر بڑا ترس آیا۔ وہ لوگوں کو روٹیاں بانٹنے لگا۔ ایک دن اس نےُ جان بوجھ کر ایک روٹی چھوٹی بنوائی۔ جب روٹیاں بٹنے لگیں تو کوئی اس چھوٹی روٹی کو لینے پر آمادہ نہیں ہوا۔

اتنے میں ایک لڑکی آگے بڑھی۔ اس نے کہا " چچا جان! یہ روٹی مجھے دے دیجئے۔ آج میں اس پر ہی گزارا کرلوں گی"۔ جب وہ گھر گئی اور کھانے کے لیے روٹی کے چار حصّے کیے تو اس میں سے سُونے کی ایک اشرفی نکلی۔ وہ دوڑی دوڑی زمیندار کے پاس گئی اور اشرفی لوٹانے لگی۔ زمیندار نے کہا "بیٹی! یہ اشرفی تمہارے صبر اور ایمانداری کا انعام ہے"۔

بلّی کے گلے میں گھنٹی

ایک جگہ بہت سے چوہے اکٹھّے رہتے تھے۔ایک بلّی ہر وقت ان کی تاک میں رہتی تھی ۔ روز ایک نہ ایک چوہے کا شکار کر لیتی تھی ۔ تنگ آ کر ایک دن سب چوہے مل کر بیٹھے اور بلّی سے بچنے کی ترکیبیں سوچنے لگے ۔ کوئی کچھ کہتا تو کوئی کچھ ۔ ایک چوہا خود کو بہت عقلمند سمجھتا تھا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر میری ترکیب کے مطابق کام کیا جائے تو آئندہ بلّی کسی چوہے کو نہیں پکڑ سکے گی ۔ وہ ترکیب یہ ہے کہ بلّی کے گلے میں ایک گھنٹی باندھ دی جائے تاکہ جب وہ ہم میں سے کسی پر جھپٹے تو گھنٹی کی آواز سن کر ہم سب اپنے اِپنے بلوں میں چھپ جائیں۔ سب چوہے یہ ترکیب سن کر بہت خوش ہوئے اور چوہے کی تعریف کرنے لگے۔

ایک بوڑھا چوہا اب تک خاموش بیٹھا سب کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگا بھائیو! ’’ترکیب تو خیر اچھّی ہے لیکن یہ بھی تو طے کر لو کہ بلّی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا‘‘۔ بوڑھے چوہے کی یہ بات سن کر سب چوہے خاموش ہو کر اپنے اپنے بِل میں جا چُھپے۔

مشن بنیاد

آؤ پڑھیں

Aao Padhen

SCERT DELHI

تعلیم ڈائریکٹوریٹ

دہلی سرکار

فروخت کے لئے نہیں

بشکریہ

دہلی پاٹھیہ پوستک بیورو

सत्यमेव जयते

نائب وزیر اعلیٰ

قومی دارالحکومت، دہلی سرکار

یہ ایک کڑوی سچّائی ہے کہ دلّی میونسپلٹی کے پرائمری اسکولوں اور دلّی سرکار کے ثانوی اسکولوں میں پڑھنے والے بہت طالبِ علم اپنی جماعت کی سطح کی درسی کتابوں کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔

پچھلے تین سالوں میں، دلّی سرکار نے ایسے کئی اقدام اٹھائیں جن سے جماعت 6 سے 8 کے بچّوں کی تعلیمی سطح میں سدھار آیا۔ اس پہل سے ہمیں اچھّے نتائج بھی ملے۔ البتّہ ہم نے یہ بھی جانا کہ ہم سبھی بچّوں کو ان کی تعلیمی سطح تک لانے میں مکمّل طور پر کامیاب تب ہی ہو سکتے ہیں جب ہم پرائمری جماعتوں سے ہی بچّوں کی تعلیم پر توجّہ دیں۔

سرکاری اسکولوں میں پڑھ رہے ہر طالبِ علم کو کامیاب ہونے کا ہر طریقے سے موقع ملنا چاہیئے۔ ''کوئی بھی بچّہ پیچھے نہ چھوٹے۔'' یہ یقینی کرنا، ''**مشن بنیاد**'' کی کوشش ہے۔ بچّوں میں پڑھنے کی صلاحیت اور ریاضی کے بنیادی (بیسک) مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت بے حد ضروری ہے۔ انہیں صلاحیتوں کی بنیاد پر آگے کی جماعتوں میں اساتذہ دیگر مضامین کو سکھا سکتے ہیں۔

سبھی والدین کے مکمّل تعاون کے ذریعے ہی ''**مشن بنیاد**'' کو کامیاب بنایا جاسکتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہم اپنے سبھی بچّوں کی روزانہ اسکول آنے کیلئے حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ اہم مضامین اور عنوان کا بہ خوبی علم حاصل کر سکیں۔ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے قدم سے ہم اپنے بچّوں کی کامیابی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اساتذہ اور والدین ساتھ مل کر سبھی بچّوں کیلئے ایک روشن مستقبل تعمیر کریں گے۔

''**شکشت راشٹر سمرتھ راشٹر**''

نیک خواہشات کے ساتھ

مَنیش سِسودیا

بچوں کی تعلیمی بنیاد کو پختہ کرنے کے مقصد سے مرتب کیے گئے تعلیمی مواد کے تجزیے کے لیے ہم ریاض اختر (گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول، سرائے روہیلا) کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم محمد اسعد انور (گورنمنٹ سرووداے بال ودیالے) کے بھی شکرگزار ہیں جنھوں نے اس کتابچے کی تالیف کے فرائض انجام دیے۔

ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن
حکومتِ دہلی

میرے پاس ایک طوطا ہے۔

اُس کا رنگ ہرا ہے۔

اُس کی چونچ لال ہے۔

اور وہ میٹھو میٹھو کرتا ہے۔

عید مبارک ، عید مبارک

چاند دیکھیں ، عید مبارک

گلے ملیں ، عید مبارک

سیویاں کھائیں ، عید مبارک

دن میں سورج چمکتا ہے۔

رات میں چاند نکلتا ہے۔

دن میں گرمی ہوتی ہے۔

رات تھوڑی ٹھنڈی ہوتی ہے۔

بوند گرتی چھم۔ چھم۔ چھم

بجلی چمکے چم۔ چم۔ چم

پانی برسے ٹپ۔ ٹپ۔ ٹپ

ڈمرو باجے ڈم۔ ڈم۔ ڈم

دھوبی کپڑے دھوتا ہے۔

درزی کپڑے سیتا ہے۔

نائی بال کاٹتا ہے۔

موچی جوتے سیتا ہے۔

بڑھئی لکڑی چیرتا ہے۔

مور ایک خوبصورت پرندہ ہے۔

جب آسمان میں بادل چھاتے ہیں۔

تب مور اپنے پَر پھیلا کر ناچتا ہے۔

اور سب کا دل بہلاتا ہے۔

ہم ہوائی جہاز میں بیٹھیں گے۔

دور ممالک جائیں گے۔

خوب تفریح کریں گے۔

ساری دنیا دیکھیں گے۔

ہم روز بازار جاتے ہیں۔

وہاں تازی ترکاری ملتی ہے۔

ترکاری ہری ہری ہوتی ہے۔

ترکاری کھانے سے صحت بنتی ہے۔

سب پانی پیتے ہیں۔

پانی سے سب جیتے ہیں۔

جانے کب سے پانی ہے۔

اِس کی بڑی کہانی ہے۔

پھول ہوتے رنگ برنگے۔

تتلیاں ہوتی رنگ برنگی۔

پھول کھلے باغوں میں۔

تتلی منڈلاتی پھولوں پر۔

میرا چھوٹا سا گھر ہے۔

گھر میں ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔

کتاب میں ایک تصویر ہے۔

تصویر میں بہت سے جانور ہیں۔

عامر بازار سے آیا۔

پوچھو پوچھو کیا لایا۔

آلو، گاجر، لال ٹماٹر۔

تم بھی کھا لو مزے لے کر۔

آنگن میں ایک پیڑ ہے۔

پیڑ پر ایک گھونسلہ ہے۔

گھونسلے میں دو چوزے ہیں۔

دونوں بہت خوبصورت ہیں۔

چاچا جنگل جاتے ہیں۔

جنگل سے لکڑی لاتے ہیں۔

لکڑی بازار میں بیچتے ہیں۔

میرے لیے نئی کتابیں لاتے ہیں۔

آج فرحت کی سالگرہ ہے۔

فرحت بہت خوش ہے۔

اُس نے دوستوں کو گھر بلایا۔

شربت، چوڑا اور کیک کھلایا۔

پیاری تتلی، پیاری تتلی۔
رنگ برنگی، نیاری تتلی۔
اس کیاری سے اُس کیاری۔
اُڑتی پھرتی ہے پیاری۔

کل ہم نانی کے گھر گئے تھے۔

نانی کا گھر دور تھا۔

ہمیں بس سے جانا پڑا۔

بس میں بہت مزہ آیا۔

نازآج باغ میں گئی۔

وہاں پھلوں کے درخت تھے۔

اُس نے گھر پر پھل لائے۔

سب مِل کر پھل کھائے۔

چڑیا کتنی پیاری ہے۔

چوں چوں کرتی رہتی ہے۔

دانہ چن کر لاتی ہے۔

اور بچّوں کو کھلاتی ہے۔

میری بلّی پیاری ہے۔

دن بھر گھر میں رہتی ہے۔

میں نے اس کو پالا ہے۔

میاؤں میاؤں وہ کرتی ہے۔